ہمارا سلسلہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہے

(فرمودہ ۲۷ نومبر ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

چند دن ہوئے۔ مجھے ایک دوست نے خط لکھا کہ انہیں ایک جگہ پر بعض اہل حدیث لوگوں سے ملاقات کا موقع ملا اور انہوں نے شکایت کی کہ ہم موحد ہیں اور شرک کے کاموں سے بچتے ہیں اور توحید کے مسئلہ کے متعلق ہمارے اور تمہارے عقائد برابر ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں مگر باوجود اس کے ابن سعود کے معاملہ میں تم لوگ ہماری مخالفت کر رہے ہو اور حنفیوں کی تائید کرتے ہو۔ جو کہ اکثر شرک سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور ان میں مشرکانہ رسوم رائج ہیں۔ ہم تو احیائے سنت اور ابطال شرک کے کام کر رہے ہیں مگر تم باوجود یہی عقیدہ رکھنے کے عملی طور پر ہمارے ساتھ متفق نہیں ہوتے بلکہ مخالف چلتے ہو۔ اس کے ساتھ دبے الفاظ میں یہ بھی کہا کہ اگر آپ اس کی اصلاح نہیں کریں گے۔ تو پھر ہمیں بھی اپنا رویہ بدلنا پڑے گا اور مختلف خلافت کمیٹیوں کو کہنا پڑے گا کہ احمدیوں کے ساتھ اب اور طرح کا معاملہ کیا جائے۔ یہ خلافت کمیٹیاں اس وقت تک آپ کے لیکچروں کی مؤید رہی ہیں مگر آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

اس بات کو چھوڑ کر کہ دبے الفاظ میں انہوں نے کیا کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سوال یا وہم ان لوگوں کا اس قابل ہے کہ اس کا ازالہ کیا جائے اس لئے میں آج کے خطبہ میں یہی مضمون بیان کروں گا اور اس کے متعلق بعض ایسے امور کا ذکر کروں گا جن پر روشنی ڈالنا میرے خیال میں ضروری ہے۔

یہ بات جو بیان کی گئی ہے اس کے کئی حصے ہیں جو جواب چاہتے ہیں۔ مگر میں ایک ایک بات کو بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ احمدیوں کو اہلحدیث کے ساتھ توحید میں اتفاق

ہے۔ میں خوش ہوں کہ اہلحدیث کو آخر تسلیم کرنا پڑا کہ ہماری جماعت موحد جماعت ہے مشرک نہیں اور اسے اہلحدیث کے ساتھ اس رنگ میں مشابہت ہے اور احمدی جماعت اور اہلحدیث کے عقائد توحید کے مسئلے میں ملتے ہیں اور مشترک ہیں۔ پھر ہم نہ صرف ان کے ہم خیال ہی ہیں بلکہ شرک کے توڑنے اور توحید کے پھیلانے میں ہم ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ پس میں خوش ہوں کہ آخر ان لوگوں کو محسوس ہو گیا کہ ہم مشرک نہیں موحد ہیں اور ہماری تعلیم شرک سے پاک ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ یہ توحید کی تعلیم آج ہم میں آئی ہے یا پہلے بھی ہم میں موجود تھی۔ آج سے تیس سال پہلے بھی ہم یہی کام کرتے تھے اور ان کاموں کو کرتے ہوئے ویسے ہی موحد چلے آئے تھے جیسے کہ اب ان کو نظر آئے مگر اس وقت ان کے خیال میں یہ بات نہ آئی کہ احمدی بھی موحد ہیں۔ اس وقت تو سب سے زیادہ مشرک ان کو اگر کوئی نظر آتے تھے تو احمدی ہی نظر آتے تھے اور اسی سبب سے وہ ہمارے دشمن بھی بنے ہوئے تھے۔ سب سے زیادہ ہماری مخالفت کس نے کی؟ سب سے زیادہ تکلیف ہمیں کس نے دی؟ اور ہندوستان کا دورہ کر کے ہم پر کفر کے فتوے کس نے لگائے؟ کیا یہی اہلحدیث نہیں تھے؟ ہم یہی نہ کہہ رہے تھے کہ خدا کے مقابلہ پر عیسیٰ علیہ السلام کو نہ کھڑا کرو؟ مگر اسی وجہ سے انہوں نے ہماری مخالفت کی اور ہم پر کفر کے فتوے لگائے۔ ورنہ الہام کا مسئلہ زیر بحث نہیں تھا کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی لکھ چکے تھے کہ الہام ہو سکتا ہے اور بعض لوگوں کو ہوتا ہے اور یہ جائز ہے۔ پس الہام کا مسئلہ تو ان کفر کے فتوؤں کی وجہ نہ تھا۔ جو ان لوگوں نے ہم پر لگائے اور نہ ہی ان کی مخالفتیں اور عداوتیں اس مسئلہ کا سبب تھیں کہ ہم نہ صرف الہام کے قائل بلکہ اس کے مدعی بھی تھے۔ اس صورت میں جو مسئلہ ہمارا جداگانہ تھا۔ اور جسے ہم پیش کرتے تھے اور جس پر لوگ سب سے زیادہ ہمارے دشمن بن گئے تھے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا مسئلہ تھا اور ہماری یہ تعلیم تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح فوت ہو گئے ہیں اور آسمان پر نہیں گئے لیکن اس کے برخلاف یہ لوگ اس کے قائل نہیں تھے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی صفات کے ساتھ زندہ آسمان پر مانتے تھے اور اب بھی مانتے ہیں۔ پس ان لوگوں کی وحدانیت کی تعلیم نے اگر زمین پر بت توڑے گو سارے نہ توڑے تو ہماری تعلیم نے نہ صرف زمین پر ہی بت توڑے بلکہ آسمان پر بھی جا کر توڑا اور ایسا توڑا کہ اس بت کو خدا کے برابر کھڑا کرنے والوں میں سے ہزاروں لاکھوں تسلیم کر گئے۔ یہ بت ہمارے ہاتھوں سے ٹوٹا اور ایسا ٹوٹا کہ اگر ساری دنیا مل کر بھی چاہتی کہ اس کو توڑے تو بھی نہ توڑ سکتی۔

اہلحدیث کہتے ہیں کہ وہ موحد ہیں اور توحید کو پھیلاتے ہیں اور شرک سے بچتے بلکہ اس سے روکتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ ایسا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ بہ نسبت اور لوگوں کے یہ زیادہ موحد ہیں اور توحید سے پیار کرتے ہیں مگر یہ بھی اس بت کے پرستار ہیں۔ جس کے دوسرے لوگ ہیں اور اس کو خدائی صفات دیتے ہیں۔ انہوں نے بھی دوسروں کی طرح اسے آسمان پر پہنچا دیا ہے اور جب ہم نے اسے بھی توڑنے کی کوشش کی اور ظاہر کیا کہ خدا کی صفات خدا کے لئے ہی ہیں اور کسی انسان میں نہیں آسکتیں۔ تو یہی لوگ تھے جنہوں نے سب سے زیادہ ہماری مخالفت کی جنہوں نے سب سے زیادہ ہمیں تکلیفیں دیں اور اس بات سے برا منایا کہ ہم کیوں اس بت کے توڑنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ موحد ہونے کا دعویٰ کرنے کی صورت میں یہ ان کا بھی کام تھا کہ وہ اگر ہمارے ساتھ متفق ہو کر اس بت کو نہیں توڑنا چاہتے تھے تو الگ ہو کر ہی اس کو توڑتے۔ کیا اہلحدیث کے سب سے بڑے مولوی جو اہلحدیث گروہ میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور ان کے ایڈووکیٹ محمد حسین صاحب بٹالوی اور ان کے ساتھیوں نے صرف اسی وجہ سے ہماری مخالفت نہیں کی اور ہر طرح کی عداوت ہمارے ساتھ نہیں روا رکھی اور کیا انہوں نے اس کام میں جو اوروں سے نہ ہو سکا اور ہمیں اس کی توفیق ملی۔ ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا؟ پس آج ان کا شکوہ بے جا ہے۔ آج سے پہلے ان کو اس کا خیال کرنا چاہئے تھا۔ توحید کی تعلیم ہم نے آج جاری نہیں کی ہمارا تو سلسلہ ہی خدا تعالیٰ نے توحید کی تعلیم کے لئے جاری کیا ہے اور ہم شروع سے ہی توحید کی تعلیم دیتے چلے آئے ہیں اور اس وقت بھی توحید ہی کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن اسی توحید کی تعلیم کے سبب اہلحدیث لوگوں نے ہماری مخالفت کی۔ جو خیال ان کو آج پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ انہیں آج سے پہلے کرنا چاہئے تھا لیکن باوجود اس کے ہم پھر بھی کہتے ہیں کہ ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے بہت حد تک توحید کو دنیا میں پھیلایا اس لئے توحید کے پھیلانے میں اب بھی ہم ان کے ساتھ ہیں۔ بشرطیکہ وہ جائز طریق پر ہو۔

ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ دنیا میں امن سے رہو اور ہر معاملہ میں انصاف سے کام لو اور جو حق بات ہو اس کی تائید کرو۔ پس میں یہ کہتا ہوں کہ اہلحدیث نے بہت حد تک شرک کو مٹایا اور ہم ان کی اس کوشش کو بے انصافی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے مگر تعجب ہے کہ ایک طرف تو یہ شرک کے مٹانے والے بنتے ہیں اور دوسری طرف جب ہم بھی شرک کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ہماری مخالفت پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے سیدھی راہ تو یہ تھی کہ فوراً ہمارے ساتھ متفق

ہو کر اس شرک کو بھی مٹاتے جو زمین پر ہو رہا تھا اور شرک کی اس کڑی کو بھی توڑتے جسے لوگوں نے آسمان تک پہنچا دیا تھا مگر انہوں نے خود ایسا نہیں کیا اور جو کام ان سے رہ گیا اور ہم نے کیا۔ اس کی وجہ سے وہ ہمارے دشمن بن گئے - چنانچہ آج بھی اہلحدیث یا اہلحدیث نما ہی ہمارے سب سے زیادہ دشمن ہیں۔ دیوبندی جو کچھ ہمارے برخلاف کر رہے ہیں وہ ان کو خود معلوم ہے اور ایسا ہی ان کے دوسرے ہم خیال اشخاص کی طرف سے جو سلوک اس وقت بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے - وہ ظاہر ہے۔

باوجود اس کے کہ ان کی کئی تعلیمیں ہمارے ساتھ ملتی ہیں جن کو کہ یہ خود بھی مانتے ہیں کہ ملتی ہیں لیکن پھر بھی ان کی مخالفت کم نہ ہوئی مگر میں نہیں سمجھ سکتا کہ کونسی ایسی بات اب کہی گئی ہے جس کی بناء پر وہ ہماری مخالفت کرنے میں حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ میں نے نہ مضامین میں کوئی ایسی بات کہی ہے نہ خطبہ میں۔ نہ ہی ہماری جماعت نے کبھی کوئی ایسی تجویز کی اور نہ ہی ہم نے کوئی ایسا کام کبھی کیا۔ جو ان کو نقصان پہنچائے۔ سوائے اس کے کہ ان کے بعض ناپسندیدہ افعال کے خلاف اعلان کیا ہے کہ ہم ان کو پسند نہیں کرتے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ جو شخص توحید کا قائل ہو وہ خواہ کچھ کرے جائز کہلا سکتا ہے۔ اسے تو زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا ہر فعل توحید کی پرکھ پر کسا جاتا ہے اور اگر کوئی توحید کا قائل ہو کر ایسے کام کرے جو توحید ہی کے منافی ہوں۔ تو اس پر اگر کوئی ناپسندیدگی کا اظہار کرتا ہے۔ تو حق بجانب ہے اور اس لائق ہے کہ اس کی ناپسندیدگی کی قدر کی جائے نہ الٹا اس کی مخالفت۔

اہلحدیث کو یاد رکھنا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کی ایک حدیث ہے **انصر اخاک ظالما" او مظلوما"**۔ اے کہ اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم۔ جب رسول کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ تو صحابہ میں سے بعض نے عرض کی۔ یا رسول اللہ مظلوم کی تو مدد ہو سکتی ہے۔ مگر ظالم کی کیسے مدد کی جائے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ ظالم کی مدد ہے کہ تو اس کا ہاتھ روکے۔ تا وہ ظلم کرنے سے باز رہے - جس فعل کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ پسندیدہ نہیں۔ اس سے فساد ہو گا یا فتنہ پیدا ہو گا۔ یا اس سے دین میں رخنہ پیدا ہو جائے گا اور لوگوں کے لئے بجائے فائدہ مند ہونے کے مضر اور نقصان دہ ہو گا۔ ہم اس کے نقصوں کو بیان کریں گے۔ اور مشورہ دیں گے کہ اسے نہیں کرنا چاہئے اور اسے سمجھائیں گے کہ اس سے بچو۔

جب سے ہماری جماعت قائم ہوئی ہے ہمارا یہی طریق ہے کہ ہم عین قرآن کریم کے منشاء

کے مطابق اس بات کی تعلیم دیتے آئے ہیں کہ جو بات منوانا چاہو نرمی سے کہو۔ سختی اور زبردستی
جائز نہیں اور آج تک اسی پر ہمارا عمل ہے۔ ہمارا سلسلہ اس لئے دنیا میں نہیں آیا کہ دنیا کے امن
میں خلل انداز ہو بلکہ امن قائم کرنے کے لئے آیا ہے اور عدل اور انصاف کے لئے آیا ہے۔
ہمارے نزدیک چونکہ یہ خدا کا منشاء ہے اس لئے اس کے بالمقابل ہم کسی کی پرواہ نہ کریں گے اور حق
و انصاف کی خاطر اگر اپنوں کے خلاف بھی کہنا پڑے گا تو کہیں گے۔ اور اگر غیروں سے کچھ کہنا پڑا تو
ان سے بھی کہیں گے خواہ وہ کسی قوم سے ہوں۔ مگر جبر سے کوئی بات منوانا ہم جائز نہیں سمجھتے۔

نجدیوں سے مکہ اور طائف میں غلطیاں ہوئیں اور ان غلطیوں کے ساتھ ساتھ جبر بھی جو بالکل
ناجائز تھا۔ بیشک توحید کے مسئلہ میں ہمارا ان کے ساتھ اتفاق ہے لیکن اس بات میں ان کے ساتھ
کوئی اتفاق نہیں کہ قتل و خوں ریزیاں کی جائیں۔ لوگوں کے مال و املاک کو تباہ کر دیا جائے۔ قبروں کو
گرا دیا جائے اور ان سب نشانات کو معدوم کر دیا جائے جو بطور یادگار ہوں اور جن سے انسان عبرت
یا نصیحت حاصل کر کے اصلاح کر سکتا ہو اور روحانیت میں بھی ترقی کر سکتا ہو۔ کیا توحید کے قائلین
کے لئے یہ جائز ہے کہ جبراً قبریں توڑ دیں۔ اگر جائز ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ جائز نہیں کہ تلوار کے
ساتھ لوگوں سے اسلام منوایا جائے۔ جب ایک جگہ تشدد اور جبر جائز ہے تو دوسری جگہ کیوں جائز
نہیں؟ پھر توحید کے لئے اگر یہ ضروری ہے کہ جبراً قبریں گرائی جائیں۔ تو پھر چند قبروں کے گرانے
سے کیا ہوتا ہے۔ ساری قبروں کو مٹا دینا چاہئے نہ صرف قبروں کو بلکہ تمام ان یادگاروں کو بھی گرا
دینا چاہئے جو یا تو عبرت کے لئے ہیں یا نصیحت کے لئے اس وقت تک قائم کھڑی ہیں۔

مگر میرے نزدیک توحید اس طرح نہیں پھیلتی - توحید کے پھیلانے اور لوگوں کو اس پر عامل
بنانے کے لئے دل کے بت جب تک نہ توڑے جائیں تب تک توحید نہیں پھیل سکتی۔ لاکھ ان
قبروں کو گراؤ۔ لاکھ ان مقبروں کو مسمار کرو۔ جب تک دل سے اس بات کو نہیں مٹایا جاتا کہ شرک
بری شے ہے اور قابل ترک ہے تب تک توحید نہیں پھیل سکتی اور ایک بھی شخص موحد نہیں بن
سکتا لیکن یہ بات کہ کسی کو زبردستی کہا جائے کہ مسلمان ہو جاؤ یا کسی کو بزور اس بات پر مجبور کیا
جائے کہ توحید پر عامل ہو جائے اور ایسا کرنے کے لئے اسے تشدد کے ساتھ مجبور کیا جائے۔ درست
نہیں اور میرے نزدیک یہ بھی درست نہیں کہ بعض ایسی چیزوں کو توڑا پھوڑا جائے جسے توڑنے
پھوڑنے والے اپنے خیال کے مطابق اسباب شرک میں سے سمجھتے ہوں۔ مگر دوسرے انہیں مقدس
قرار دیتے ہوں۔ پس بجائے قبروں وغیرہ کو جبراً گرانے کے دل کا بت گرانا چاہئے مگر اس کے لئے بھی

جبر نہیں ہونا چاہئے گو پہلے یہی خیال کیا جاتا تھا کہ جبراً مسلمان بنا لینا بھی جائز ہے۔ مگر اب تو اس بات کے مولوی بھی قائل نہیں کہ غیر مسلم کو تلوار سے مسلمان بنانا جائز ہے پس جب یہ جائز نہیں تو مقبروں اور آثار کو شرک کا باعث سمجھ کر جبراً گرانا بھی درست نہیں۔ اگر یہ جائز ہے کہ اسلامی ممالک میں عیسائی گرجے بنائیں اور دوسرے لوگ اپنے معبد قائم کریں تو کیا وجہ ہے کہ مسلمان اگر مسجدیں بنائیں یا ایسی یادگاریں قائم رکھیں۔ جو عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے کام آئیں تو وہ ناجائز ہوں پس جب کہ دوسرے یہ کام کر سکتے ہیں تو مسلمانوں کا تو یہ زیادہ حق ہے کہ وہ اسلامی ممالک میں اپنی عبادت گاہیں قائم کریں اور ان چیزوں کی حفاظت کریں جن کا احترام ان کے لئے ضروری ہے۔ ہاں یہ ضروری بات ہے کہ اس بات کو دیکھا جائے کہ وہ احترام کرتے کرتے کہیں شرک کرنا نہ شروع کر دیں۔ اس سے انہیں روکا جائے مگر دلائل کے ساتھ - نہ کہ جبر کے ساتھ۔ اگر کہیں ایسا خطرہ پیدا ہو جائے اور لوگ شرک میں پھنس گئے ہوں۔ تو ان پر تشدد اور زبردستی پھر بھی درست نہیں۔ بلکہ بجائے تشدد اور زبردستی کے دلائل اور براہین کا ہتھیار استعمال کرنا چاہئے اگر نجدی ایسا کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ اگر وہ دلائل سے ایسے لوگوں کا مقابلہ کریں اور براہین سے ان کو شرک سے بچانے کی کوشش کریں جو مقبروں وغیرہ پر شرک کرتے ہیں تو یہ کام ہم بھی ان کے دوش بدوش مل کر کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو ہم ان کی مدد پر ہیں اور ہر وقت ان کی مدد کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں شرک ہوتا ہے اور ان ہر دو مقدس مقامات کو شرک سے پاک کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے مگر یہ فرض صرف دلائل اور براہین ہی سے بجا لانا چاہئے - نہ کہ زور اور تشدد سے۔ انہیں ایسی تعلیم دینی چاہئے کہ وہ شرک سے نفرت کرنے لگ جائیں اور یہ تعلیم صرف دلائل ہی سے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا کیا جائے تو میں پھر کہتا ہوں کہ ایسا کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

پس جہاں میں یہ کہتا ہوں کہ دلائل سے توحید کی خوبیاں ان کے دلوں میں بٹھاؤ تاکہ وہ آپ ہی آپ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں۔ وہاں میں یہ بھی کہتا ہوں کہ نجدی اس بات کا خیال رکھیں کہ کہیں سختی تو نہیں کر رہے۔ اگر سختی کرتے ہوں اور جیسا کہ واقعات بتلاتے ہیں کہ نجدیوں نے طائف اور مکہ میں سختی کی تو میں زور کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسا نہ کریں اور یہ میں اسلام کی خاطر اور نجدیوں کے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ کیونکہ سختی سے اسلام کی عزت پر حرف آتا ہے اور اسلام کے متعلق جو یہ بات کہی جاتی ہے کہ وہ دلائل کے زور سے پھیلا اور اپنی عمدہ تعلیم کے سبب اس نے دنیا

میں اشاعت پائی۔ اس میں شک پڑ جاتا ہے اور لوگ نجدیوں سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ پس انہیں چاہئے کہ بجائے سختی کے دلائل سے کام لیں اور یاد رکھیں سختی وہ کام نہیں کر سکتی جو دلائل کر سکتے ہیں۔

جو کچھ اس وقت تک ہو چکا ہے سب کو معلوم ہے۔ مگر آئندہ کے لئے امید دلائی جاتی ہے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ بہت اچھا۔ اگر آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور آئندہ اس قسم کی سختی جو اب تک کی گئی نہ کی جائے گی بلکہ دلائل سے کام لیا جائے گا۔ تو پھر ہم کہتے ہیں کہ ہم بھی اس کام میں ان کے ساتھ ہوں گے اور ان کی تائید کریں گے۔

ابھی یہ خبر چھپی ہے کہ مدینہ طیبہ ابن سعود کے قبضہ میں آگیا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے (کیونکہ بعض دفعہ خبریں غلط بھی ہوتی ہیں اور ان کی بعد ازاں تردید ہو جاتی ہے اور اس خبر کی ابھی تک دوسرے ذرائع سے تصدیق نہیں ہوئی) کہ فی الواقع مدینہ طیبہ پر ابن سعود کا قبضہ ہو گیا ہے۔ اگر انہوں نے وہاں کے لوگوں کے مشرکانہ عقائد کی تردید غیر متشددانہ طریق پر کی تو ہم یہ سمجھیں گے کہ ان کا یہ فعل تبدیلی حالات پر دلالت کرتا ہے۔ پس اگر انہوں نے قبوں وغیرہ پر دست درازی نہ کی اور وہاں کے مقامات کو نقصان نہ پہنچایا اور لوگوں کے امن میں خلل نہ پیدا کیا بلکہ ان کی حفاظت کرنی شروع کی اور دلائل سے عمدہ تعلیم سے اور عمدہ نمونہ سے ان لوگوں میں توحید پھیلائی تو ہم نہ صرف یہ سمجھیں گے کہ ان کا یہ فعل تبدیلئ حالات پر دلالت کرتا ہے۔ بلکہ ہم ان کی مدد بھی کریں گے۔

میرے نزدیک کسی حکومت کے لئے جائز نہیں کہ وہ مذہبی معاملات میں زبردستی کرے یا زبردستی کسی قوم کے قابل احترام مقامات کو گرائے یا ان پر قبضہ کرے۔ پس ایک اسلامی حکومت کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ اپنے علاقے کے مسلمانوں کی عبادت گاہوں یا قابل احترام مقامات کو گرا کر ملک میں فتنہ پیدا کرے۔ لیکن ہاں میرے نزدیک دو مقام ایسے ہیں جن میں اگر کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہو تو اسلامی حکومت کے لئے جائز ہے کہ جبراً اس میں دست اندازی کرے اور ان مقامات کو اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے۔ ان مقامات مقدسہ میں سے ایک تو خانہ کعبہ ہے اور دوسرا مسجد نبوی۔ مسلمانوں کی دست اندازی ان میں جائز ہے اور ایک اسلامی حکومت کا حق ہے کہ ان پر اپنا قبضہ رکھے۔ وہ بہرحال اسلامی حکومت کے قبضے میں رہنے چاہئیں۔ اور اس قبضہ کی غرض صرف حفاظت ہونی چاہئے نہ کہ ان کے استعمال میں کسی قسم کی مشکل پیدا کرنا۔ پس ان دونوں مقامات پر

اسلامی حکومت کا قبضہ رہنا چاہئے جو یہ دیکھتی رہے کہ ان کی حفاظت کما حقہ ہو رہی ہے یا نہیں اور ان میں کوئی فعل شریعت کے خلاف تو نہیں کیا جاتا۔ اگر کیا جاتا ہو۔ تو اسے جبراً روک دے مثلاً اگر خانہ کعبہ میں بت پرستی ہوتی ہو یا قبریں پوجی جاتی ہوں اور اسی طرح مسجد نبوی میں بھی کوئی مشرکانہ فعل ہوتا ہو۔ تو میں کہوں گا کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے اور اس حکومت کا کہ جس کے قبضہ میں یہ دونوں مقام ہوں حق ہے کہ لوگوں کو وہاں ایسا کرنے سے جبراً روک دے۔

مکہ اور مدینہ میں بہت سی قبریں بنی ہوئی ہیں۔ جن کا احترام کیا جاتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان میں سے پچاس فیصد سے بھی زیادہ فرضی ہیں اور یہ محض ڈھکونسلے ہیں کہ یہاں فلاں صحابی دفن ہوئے اور یہاں فلاں صحابیہ - جب میں حج کے لئے وہاں گیا تو میں ان کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ لوگوں نے بعض قبریں یونہی بنا رکھی ہیں۔ کوئی تاریخی ثبوت ان کے متعلق نہیں ہے اور خود وہاں کے اہل علم لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں سے چند قبریں اصلی اور سچی ہیں باقی سب فرضی - وہ جن لوگوں کے قبضہ میں ہیں۔ وہ ان کے متعلق عجیب عجیب قسم کی برکتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر یہ برکتیں ان برکتوں کے طور پر ہیں جو مندر کی برکتوں کی طرح ہوتی ہیں یا جو عقیدہ کے طور پر مانی جاتی ہیں اور ان کی کوئی اصلیت نہیں ہوتی اور ان کی مثال بالکل اسی طرح کی ہے جس طرح کہ یہاں پیروں کی گدیاں ہوتی ہیں۔ مگر اس صورت میں بھی یہ مناسب اور جائز نہیں کہ سختی اور تشدد سے کام لیا جائے بلکہ ان لوگوں کو ایسی تعلیم دینی چاہئے کہ انہیں ترک کر دیں مگر خانہ کعبہ میں اگر ایسا ہو تو جو حکومت ہوگی میرے نزدیک اس کا فرض ہو گا کہ وہ وہاں سے لوگوں کو اس قسم کی باتوں سے روک دے اور مسجد نبوی بھی ایسی ہی ہے۔ اس میں بھی اس قسم کی باتیں ہوں تو اس کے متعلق بھی حکومت کا فرض ہے کہ روک دے۔

بعض لوگ جب دوسری قبروں کے متعلق یہ دیکھتے ہیں کہ وہ شرک کا منبع بن رہی ہیں تو انہیں آنحضرت ﷺ کے مقبرہ کے متعلق بھی یہی خیال گزرتا ہے کہ اس سے بھی شرک پیدا ہوتا ہے مگر اس کے متعلق ان کا یہ خیال کرنا غلطی ہے کیونکہ رسول کریم ﷺ کے مزار مبارک پر جو گنبد بنایا گیا ہے وہ اس لئے نہیں کہ اس سے روضہ کی شان بڑی بنا کر پرستش کی جائے بلکہ وہ اس لئے بنایا گیا تھا کہ شرک نہ ہو۔ رسول کریم ﷺ کی قبر کو چھپانے کے لئے اس پر گنبد بنایا گیا تھا۔ پس اس گنبد سے یہ قیاس کرنا کہ اس سے شرک پیدا ہوتا ہے سراسر غلطی ہے۔ وہ تو بنایا ہی اس لئے گیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کی قبر کو چھپا دیا جائے تاکہ آنکھوں کے سامنے ہونے کی وجہ سے ایسے

جذبات نہ پیدا ہو جائیں جو مشرکانہ حرکات سرزد کرا دیں۔ جبکہ اس کی غرض ہی یہ تھی کہ آپؐ کی قبر کو چھپا دیا جائے تا اس کے ذریعہ شرک نہ پھیلے تو اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس سے شرک پھیلتا ہے میری رائے میں کہنے والوں کی کمئ تدبر اور قلت عقل پر دلالت کرتا ہے۔ پس میں پھر کہتا ہوں کہ کسی اعزاز کے لئے آنحضرت ﷺ کی قبر پر گنبد نہیں بنایا گیا بلکہ اس کی حفاظت کے لئے بنایا گیا اور اس غرض کے لئے بنایا گیا کہ تا آپؐ کی قبر چھپی رہے۔ کسی اعزاز کے لئے رسول کریم ﷺ کی قبر گنبد کی محتاج نہیں۔ اعزاز اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ بجائے خود ہے اور کسی بیرونی کوشش سے نہیں ہو سکتا۔ پس اس کے لئے کسی گنبد کی یا کسی اور شے کی ضرورت نہ تھی۔

آنحضرت ﷺ جب زندہ تھے۔ اس وقت صحابہ آپؐ کی حفاظت کرتے تھے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپؐ کی وفات کے بعد دشمنوں سے بچانے کے لئے آپ کے جسم مبارک کی حفاظت مسلمان نہ کریں۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کی زندگی میں دشمن تھے اسی طرح آپؐ کی وفات کے بعد بھی آپؐ کے دشمن ہیں جو آپؐ کے جسم مبارک کو بے حرمت کرنے کی ناپاک خواہش رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو روضہ مبارک کو بے حرمت کرنے کی ناپاک خواہش رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو روضہ مبارک پر اعتراض کرتے ہیں اور کسی صورت میں بھی اس کا بنانا جائز نہیں قرار دیتے۔ کیا وہ حدیثوں میں نہیں پڑھتے کہ صحابہ باری باری آنحضرت ﷺ کے مکان پر پہرہ دیتے تھے۔ کئی حدیثیں موجود ہیں جو بتاتی ہیں کہ صحابہ کرام آپ کی ہر وقت اور ہر طرح حفاظت کرتے تھے۔ پھر کیا حدیثوں میں یہ نہیں ہے کہ جب رسول کریم ﷺ جنگ میں جاتے تھے۔ تو صحابی آپؐ کے آگے پیچھے دائیں بائیں رہتے تھے اور آپؐ کی ہر ممکن ذریعہ سے حفاظت کرتے کیونکہ سب سے زیادہ زور دشمنوں کا آپؐ ہی کی ذات پر ہوتا تھا اور سب سے بہادر وہی سمجھا جاتا تھا۔ جو آپ کے قریب رہتا تھا۔ تو جب آپؐ زندہ تھے اور آپ کے جسم کی حفاظت کی از حد ضرورت تھی۔ تو جب آپؐ وفات پا گئے۔ اس وقت آپؐ کے جسم کی حفاظت کی کیوں ضرورت نہیں؟ پس آپؐ کی قبر پر جو گنبد ہے۔ وہ حفاظت کے لئے بنایا گیا ہے۔ نہ کہ احترام کے لئے اور نہ اس بات کے لئے کہ اسے شرک کا منبع بنایا جائے۔ یہ آپؐ کی قبر کے گنبد میں اور دوسری قبروں کے قبوں میں فرق ہے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ زید یا بکر کی قبر پر جو گنبد بنایا گیا ہے۔ وہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس طرح اس قبر کا احترام قائم ہو۔ زید بکر عمر کی قبریں شائد اس طرح احترام کی محتاج ہوں لیکن آنحضرت ﷺ کی قبر اس قسم کی احتیاج سے مستغنی ہے۔ پس اس پر جو گنبد بنایا گیا ہے وہ صرف حفاظت کے لئے ہے اور کون

ہے ایسا شخص جو مسلمان کہلاتا ہو اور پھر ہر وہ بات کرنے کے لئے تیار نہ ہو جو آپ کے جسم کی حفاظت کے لئے ضروری ہو۔ یا جو بات آپ کے جسم کی حفاظت کے واسطے کی گئی اس کو رد کرنے کی کوشش کرے۔ یقیناً کوئی ایسا مسلمان نہ ہوگا۔ جو آپ کے جسم کی حفاظت نہ کرنا چاہتا ہو۔ یا جس طریق سے اس کی حفاظت کی گئی ہو۔ اس کو ناپسند کرتا ہو۔

اگر مخالفوں کی ان کوششوں اور ان منصوبہ بازیوں پر نظر کی جائے جو رسول کریم ﷺ کی قبر سے آپؐ کے جسم مبارک کو نکال لینے کے متعلق کی گئیں۔ تو آپؐ کے جسم کی حفاظت کا سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے اور تقاضا کرتا ہے کہ آپؐ کے جسم کی حفاظت کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی جائے۔ دشمنوں کی طرف سے اس قسم کی کوششیں ہوتی رہی ہیں کہ سرنگ لگا کر آپؐ کے جسم کو قبر میں سے نکال لیا جائے اور عجائب گھر میں رکھا جائے۔ ایسا ہی اور بیسیوں قسم کے منصوبے دشمنوں کی طرف سے ہوتے رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں آپؐ کی قبر کی حفاظت کرنا اور اس پر گنبد بنا کر اسے محفوظ کر دینا شرک نہیں ہوگا بلکہ عین اسلام ہوگا۔

مسلمان آنخضرت ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کیا محبت کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس کے ساتھ محبت کی جائے اس کے مرنے کے بعد اس سے محبت کرنا چھوڑ دیا جائے۔ خالص محبت کے تو یہ معنی ہیں کہ جس طرح زندگی میں اس کے ساتھ محبت کی جائے۔ اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ محبت کی جائے یہ نہیں کہ جب تک وہ زندہ رہا۔ محبت کرتے رہے اور جب وہ مر گیا تو محبت بھی مر گئی۔ پھر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ یہاں نہ صرف رسول کریم ﷺ کی محبت کا سوال ہے بلکہ آپ کے احسانات کا بار گراں بھی ہمارے سروں پر ہے۔ اس صورت میں کیا یہ ضروری نہیں کہ ہم آپؐ کے بعد آپؐ کے جسم مبارک کی کما حقہ حفاظت کریں۔ آپ کی تو یہ شان ہے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ○ (آل عمران ۳۲) یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ خدا سے محبت کرو تو اس کا یہ طریق ہے کہ اس کے رسول سے محبت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تمہارے ساتھ محبت کرے گا۔ پس آپؐ سے دراصل محبت کرنے والا وہی شخص ہوگا۔ جو خدا کے بعد ہر ایک چیز سے بڑھ کر آپؐ سے محبت کرنے والا ہو۔ اگر ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنخضرت ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات ثابت کر دینی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے سوائے ہمارے دلوں میں اور کسی چیز کی محبت آنخضرت ﷺ سے بڑھ کر نہیں۔

کیا حدیثوں میں نہیں آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ آنخضرت ﷺ کی خدمت

میں عرض کی۔ کہ آپؐ مجھے بہت پیارے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کیا جان سے بھی بڑھ کر میں پیارا ہوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ایسا تو نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جب تک میں تمہیں جان سے بڑھ کر پیارا نہ لگوں - تب تک تمہارا ایمان بھی کامل نہیں ہو سکتا ۲۔ تو جب ایمان کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپؐ کی محبت سب سے زیادہ ہو۔ تو پھر کیونکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ کے مرنے کے بعد آپؐ کے جسم سے اگر محبت نہ بھی ہو۔ تو کوئی حرج نہیں۔ پس کیا بلحاظ آپؐ کے احسانات کے اور کیا بلحاظ اس ایمان کے جو ہم میں پیدا کیا گیا۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم آپؐ کے جسم کی حفاظت آپؐ کی وفات پانے کے بعد بھی اسی طرح اور اسی محبت سے کریں۔ جس طرح اور جس محبت کے ساتھ کہ آپؐ کی زندگی میں آپؐ کے جسم اور جان کی حفاظت کی جاتی تھی اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے جسم کی حفاظت کرنا یہی ہے کہ اسے دشمنوں کی منصوبہ بازیوں اور ان کی شرارتوں سے بچایا جائے۔

مجھے حیرت ہے کہ وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وفات کے بعد رسول کریم ﷺ کے مزار کی حفاظت کی ضرورت نہیں اور اس کے احترام کی حاجت نہیں۔ حالانکہ ان کے بڑے تو بڑے اگر ایک بچہ بھی مرجاتا ہے تو وہ اس کے بے جان جسم کی حفاظت کے لئے سب کچھ ہی کرتے ہیں۔ کیا ایک چند دن کا پھچھڑا بھی جو مرجاتا ہے۔ اس کے جسم کو احتیاط کے ساتھ زمین میں دفن نہیں کیا جاتا اور اس کی قبر کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ اگر کی جاتی ہے تو کیا یہ شرک ہے۔ کیا ہم پسند کرتے ہیں کہ کوئی جا کر ہمارے بچہ کی قبر کھود ڈالے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو اس وقت ہمیں تکلیف نہیں ہوگی۔ پس اگر ایک بچے کی قبر کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کوئی شخص ہاتھ اٹھاتا ہے تو ہمارا جوش انتہائی درجہ پر آجاتا ہے اور وہ محبت جو اس کے لئے ہمارے دل میں مرنے کے بعد بھی ہوتی ہے۔ ہمیں مضطرب کر دیتی ہے۔ تو جب ایک بچے کے لئے جس کی کوئی بھی قدروقیمت نہیں ہوتی ہمیں جوش آجاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کے مزار کے لئے جن کی قدروقیمت کی کوئی حد ہی نہیں۔ ہمیں جوش پیدا نہ ہو۔ پس وہ موحد قوم جس نے شرک کی بعض کڑیوں کو توڑ دیا۔ اس پر غور کرے اور دیکھے کہ وہ اپنے اس فعل سے کیا بات ثابت کر رہی ہے اور حفاظت کے سوال کو کس حد تک مدنظر رکھ رہی ہے۔

یہاں تو ایک گنبد کے لئے شور برپا ہے مگر میں کہتا ہوں حفاظت کے لئے اگر ایک سے زیادہ گنبد بھی بنانے پڑیں تو بنانے چاہئیں۔ جس قدر بھی ہم آپؐ کے جسم کی حفاظت کر سکیں۔ اتنی کرنی

چاہیئے۔ آج کل ہوائی جہازوں اور توپ کے گولوں اور دیگر اسی قسم کی ایجادوں سے پل بھر میں ایک عالم کو تباہ کر دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے آپؐ کی قبر کی حفاظت کا سوال اور بھی اہم ہو گیا ہے۔ پس اگر ان ہوائی جہازوں، توپ کے گولوں اور سرنگوں وغیرہ کے ذریعے آپؐ کے جسم کو نکال لے جانے کے منصوبوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اور بھی گنبد بنانے پڑیں اور اگر اور بھی ایسی تدابیر اختیار کرنی پڑیں جن سے کما حقہ حفاظت ہو جائے تو وہ شرک نہیں ہو گا۔ بلکہ عین اسلام ہو گا۔ بیشک جو حکومت وہاں ہو وہ ان لوگوں کو جو مشرک ہوں شرک کرنے سے روکے یا ان کو وہاں سے نکال دے مگر مزار رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے پورے سامان کئے جائیں۔ پس اگر ابن سعود ایسا کریں یعنی آنحضرت ﷺ کے مزار کی حفاظت ہر طرح کریں اور ایسا ہی دوسرے ضروری مقامات کی بھی تو ہمیں ان سے اتفاق ہے۔ کیونکہ یہ لوگ ایک حد تک اصلاح کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں۔

ان چیزوں سے جو مقدس مقامات کی حفاظت کے لئے بنائی جاتی ہیں یا جن کی غرض نصیحت یا عبرت دلانا ہوتی ہے۔ ہمیں ایک حد تک اتفاق بھی ہے اور ایک حد تک اختلاف بھی۔ اتفاق تو اس لئے ہے کہ یہ حفاظت کی غرض اور بعض دوسری مفید غرضوں کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہیں اور اختلاف ان کی پرستش کے متعلق ہے اور شرک پھیلنے کے لئے ہے اور یہ اختلاف خود حنفیوں میں بھی ان مقامات کے متعلق موجود ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک گروہ ان کے ذریعے شرک میں پھنس رہا ہے پس ہمارا حق ہے کہ ہم انہیں سمجھائیں اور اس غلط طریق سے جسے وہ اختیار کر رہے ہیں بچائیں۔

باقی یہ کہنا کہ چونکہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو جس کے نیچے صلح حدیبیہ کے وقت بیعت ہوئی تھی۔ کاٹ ڈالا تھا اس لئے قبوں کو بھی گرا دینا چاہیئے۔ درست نہیں۔ معلوم نہیں اس وقت کیا حالات تھے اور حضرت عمرؓ کو کیا ضرورت پیش آئی تھی اور اس درخت کے قائم رہنے سے واللہ اعلم ان کے نزدیک کیا خطرہ تھا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ چونکہ حضرت عمرؓ نے اس درخت کو کاٹ دیا تھا۔ اس لئے ہم اب تمام مقبروں اور تمام قبوں اور تمام قبروں اور تمام ان مقامات کو گراتے ہیں۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے اس قابل ہیں کہ قائم رہیں۔ خواہ رسول اللہ ﷺ نے ہی کسی کی بنیاد کیوں نہ رکھی ہو۔ یا خواہ خدا تعالیٰ نے ہی اسے اپنے شعائر میں سے کیوں نہ قرار دیا ہو۔

پس ایسی باتیں اس قوم کے منہ سے اچھی نہیں لگتیں جو شرک کے مٹانے کا دعویٰ رکھتی ہو۔ کیونکہ شرک تو اس لئے مٹایا جاتا ہے کہ توحید پھیلے لیکن جب توحید ہی کو پھیلانے کے ذرائع منقطع

کئے جائیں تو پھر یہ بات کہ ہم شرک کو مٹاتے ہیں۔ صرف دعویٰ ہی دعویٰ رہ جاتی ہے۔ پس میں کہتاہوں کہ شرک کو مٹاؤ لیکن شرک کو مٹاتے ہوئے رسول کریم ﷺ کے نشانات اور شعائراللہ نہ گراؤ۔ اور ان مقامات کو ملیا میٹ نہ کرو کہ جن کو دیکھ کر ایک شخص کے دل میں توحید کی لہرپیدا ہوتی ہے۔ پس وہ قوم جو اہلحدیث کہلاتی ہے اور جس کا بڑا دعویٰ شرک کی بیخ کنی ہے' وہ بالضرور شرک کے مٹانے کے لئے کوشش کرے اور ہم اس کوشش میں اس کے ساتھ ہیں لیکن ایسا کرتے ہوئے وہ یہ نہ کرے کہ شعائراللہ پر ہی کلہاڑا رکھ دے۔ یا ان مقامات کی بنیادوں میں ہی پانی پھیر دے جن سے روایات اسلامی وابستہ ہیں۔ لیکن اگر اس کا یہی عقیدہ ہے کہ سب قبروں کو گرا دیا جائے اور سب مقبروں کو مسمار کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ کے مزار پر جو گنبد ہے اسے بھی ہٹا دیا جائے۔ تو پھر میں کہتا ہوں کہ انہیں صفا و مروہ کو بھی مٹا دینا چاہئے جن پر حضرت ہاجرہ بیقراری کے ساتھ دوڑیں اور ان کی تتبع میں اب بھی حج کے موقع پر لوگ ان کے درمیان دوڑتے ہیں۔ پھر خانہ کعبہ کو بھی گرا دینا چاہئے کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا۔ اور پرانی روایات کو برقرار رکھنے کے لئے بنایا اور ایسا ہی دوسرے ان سب مقامات کو بھی گرا دینا چاہئے جن پر خدا کا جلال ظاہر ہوا کیونکہ لوگ ان کو مقدس سمجھتے اور ان کا احترام کرتے ہیں۔

ان مقامات پر لوگ اس لئے جاتے ہیں کہ دلوں میں روحانیت پیدا کریں اور یہ خیال کرکے کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا قائم رہنا توحید الٰہی پر ایمان لانے کے لئے ضروری ہے نہ کہ مضر۔ پس وہ قوم جو مقابر وغیرہ کو گرا دینا چاہتی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ وہ دیکھے لوگ کس نیت سے وہاں جاتے ہیں۔ ان کی نیت میں روحانیت پیدا کرنا ہوتا ہے کیونکہ وہ جب دیکھتے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جس پر خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا اور یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کی خدا نے مدد کی تھی۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت ہاجرہ نے خدا کے لئے خطرات میں قیام کیا تھا۔ تو ان کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔ ان کے اندر روحانیت بڑھتی ہے۔ ان کے دلوں میں خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر لوگوں کا ان مقامات پر جانا شرک ہے تو سب سے پہلے خانہ کعبہ کو اڑا دو کہ لوگ وہاں بھی جاتے ہیں۔ پھر صفا اور مروہ کو مٹا دو کہ حضرت ہاجرہؓ کی اسی بیکلی اور اضطراب کی یاد میں لوگ اب بھی وہاں دوڑتے ہیں۔ جو انہیں اپنے بچے کے لئے پانی تلاش کرتے وقت ہوئی تھی اور جس کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ ہاجرہؓ جا آرام سے بیٹھ ہم نے تیرے بچے کے لئے پانی پیدا کر دیا۔ کیونکہ جب دوسری جگہوں پر محض جانا شرک ہے تو ان جگہوں پر جانا بھی

شرک ہو سکتا ہے۔ پس ان کے ساتھ ان کو بھی گرا دینا چاہئے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ لوگ وہاں شرک کے لئے نہیں جاتے۔ وہ ان مقامات کے اعزاز و اکرام کے لئے ان پر نہیں جاتے۔ ان کی نیت روحانیت پیدا کرنے کی ہوتی ہے۔ اگر احترام اور اعزازو اکرام کے لئے لوگ جاتے تو جوتیاں پہن کر صفاو مروہ پر کیوں دوڑتے پھرتے۔ پھروہاں لوگ کھاتے پیتے بھی ہیں اور وہیں چھلکے بھی پھینک دیتے ہیں۔ پس اگر محض اعزازو اکرام مدنظر ہوتا۔ تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے کہ اس مقام پر جوتے پہنے چلے جاتے اور وہیں چھلکے پھینکتے اور کوڑا کرکٹ بھی پھیلاتے۔ پس وہ اس لحاظ سے وہاں جاتے ہیں کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا۔

گرانے اور منہدم کرنے کا عقیدہ رکھنے والوں کے پاس بڑی سے بڑی دلیل اس شجر کی ہے۔ جس کے نیچے رسول کریم ﷺ نے بیعت رضوان لی۔ مگر وہ واقعات اس وقت ہمارے سامنے نہیں جو حضرت عمرؓ کے وقت میں پیش آئے اور نہ ہی وہ واقعات اس وقت موجود ہیں۔ میں اس وقت کے حالات کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میں یہ بات بغیر کسی قسم کے ڈر کے کہتا ہوں کہ میرے سامنے اگر یہ واقعہ ہوتا اور مجھ سے اس کے کاٹنے کے متعلق پوچھا جاتا۔ تو میں یہی کہتا کہ اس درخت کو ہرگز نہیں کاٹنا چاہئے۔ اگر کوئی اس کے ذریعہ شرک کرتا ہے تو اسے روکنا چاہئے لیکن اس درخت کو جس پر خدا کا جلال ہوا اور جس کے نیچے آنحضرت ﷺ کی صداقت کا ایک اور نشان نظر آیا۔ مطلقاً" نہیں کاٹنا چاہئے بلکہ اس کی حفاظت کرنی چاہئے کہ وہ دیر تک قائم رہ سکے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ ان حالات کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ اس درخت کو نہیں کاٹنا چاہئے تھا۔ ہاں شرک کے پھیلنے کا اگر کوئی خطرہ اس کے وجود سے پیدا ہو گیا تھا تو اسے دور کیا جا سکتا تھا ممکن ہے کوئی ایسا ہی خطرہ پیدا ہو گیا ہو جس سے اس کا نہ رکھنا ہی حضرت عمرؓ نے مناسب جانا ہو۔ ورنہ کسی معمولی سی بات کے لئے حضرت عمرؓ جیسے انسان سے یہ امید نہیں ہو سکتی کہ وہ اس درخت کو کاٹ دیتے۔

یہ درخت جس کے نیچے صلح حدیبیہ کے سے اہم موقع پر بیعت لی گئی۔ معمولی درخت نہیں بلکہ شعائر اللہ میں سے تھا اور شعائر اللہ سے جس حد تک ایمان میں تازگی اور دلوں میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا اعتراف اہلحدیث گروہ کو بھی ہو گا۔ پس جو شخص اس کے پاس اس نیت سے جاتا کہ ایمان میں مضبوطی پیدا ہو اور خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی جگہ کو دیکھنے سے روحانیت پیدا کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک نیک کام کرتا۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ جو کوئی بھی اس

درخت کے پاس اسے شعائراللہ سمجھ کر جاتا ہو گا۔ وہ ایمان سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ لوٹتا ہو گا نہ کہ شرک کرتا ہو گا۔

صفا اور مروہ اور بعض دوسرے مقامات شعائراللہ میں سے ہیں اور جو ان پر اعتراض کرتا ہے۔ وہ ان پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ قرآن کریم پر کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ صفا اور مروہ کے متعلق فرماتا ہے کہ ان پر میرا نشان ظاہر ہوا اور یہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ یہاں حضرت ہاجرہؓ اکیلی دوڑی تھیں۔ جہاں میلوں تک پانی نہ تھا اور اس وقت جو بیقراری اور اضطراب انہیں تھا اس کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے کہا تھا کہ ہاجرہ! صبر کر تو نے میرے لئے وطن کو چھوڑا۔ میں تیرے لئے یہاں پانی پیدا کرتا ہوں۔ پس خدا نے اس مقام پر کہ جہاں سینکڑوں میلوں تک پانی نہ تھا۔ حضرت ہاجرہ اور ان کے بچہ کے لئے ان کے اضطراب اور بے چینی کو دیکھ کر پانی پیدا کیا۔ اور پانی پیدا نہیں کیا بلکہ اپنا نشان دکھلایا کہ میں قادر مطلق ہوں اور یہ میری قدرت میں ہے کہ میں ان مضطرب اشخاص کے لئے لق ودق میدان میں بھی کہ جہاں لوگ پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرجاتے ہیں۔ اپنی قدرت سے پانی پیدا کر سکتا ہوں۔ پس وہاں حضرت ہاجرہ اضطراب میں دوڑیں اور دوڑتے ہوئے اسی اضطراب کے ساتھ خدا تعالیٰ سے عرض بھی کرتی رہیں کہ تو ہی ہے جو کچھ کر سکتا ہے۔ سو ان کی یہ حالت زار خدا کے رحم کو جوش میں لانے والی ہوئی۔ جس کے ذریعہ اس کا جلال دنیا پر آشکارا ہوا۔ پس وہاں کا تو پتھر پتھر اک نشان ہے اور پھر ان پہاڑیوں کے متعلق تو خود خدا نے بھی فرما دیا ہے کہ وہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اب جس طرح صفا و مروہ پر خدا کا نشان ظاہر ہوا اور وہ شعائراللہ بن گئے۔ اسی طرح وہ درخت بھی شعائر اللہ بن گیا۔ جس کے نیچے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر حدیبیہ کے موقع پر بیعت کی گئی۔ پس ان مقامات پر جہاں جہاں خدا کا نشان ظاہر ہوا جانے سے ایک شخص کے دل میں روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ایمان میں تازگی آتی ہے۔ اس کے اندر خشیت اللہ پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ نصیحت کا اگر موقع ہو تو نصیحت پکڑتا ہے اور عبرت کا اگر موقع ہو تو ان سے عبرت حاصل کرتا ہے۔

اگر کسی کو اس کے ساتھ اتفاق نہیں اور وہ یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ان مقامات سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ تو کیا وہ اس بات سے بھی انکار کر سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ کہ قبروں پر جایا کرو تا عبرت حاصل ہو۔ پھر قبروں پر دعائیں مانگنے کے لئے بھی فرمایا ہے اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ آپؐ قبروں پر جا کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مشرک نہیں تھے۔

آپؐ تو شرک مٹانے کے لئے آئے تھے اور آپؐ نے ایسا ہی کیا۔ پس آپؐ کا ایسا کرنا ضرور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کام شرک نہیں بلکہ اس سے روحانیت بڑھتی اور خشیت اللہ پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ قبروں پر جا کر جب انسان یہ دیکھتا ہے کہ یہ انجام ہے انسان کا۔ تو اسے عبرت حاصل ہوتی ہے کہ ایک دن میرا بھی یہ انجام ہوگا۔ اس سے اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک انسان جو اپنی طاقت اور اپنی دولت کے لحاظ سے فرعون بنا پھرتا ہے۔ جب وہ قبروں میں سے گزرتا ہے۔ تو اسے اپنا انجام یاد آجاتا ہے اور وہ فرعونیت کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا اس پر کسی کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا تھا یا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خشیت خدا پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور وہ ان سب چیزوں کو فانی اور اپنی ہستی اور زندگی کو زوال پذیر سمجھ کر خدا کے آگے جھک جاتا ہے اور ایسی عبرت حاصل کرتا ہے کہ اس کے اندر ایک حیرت ناک تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ پس یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ایسے مقامات کا اثر انسان کی طبیعت پر ہوتا ہے۔

حدیثوں میں آتا ہے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ مع صحابہ جب اس مقام پر سے گزرے۔ جہاں قوم ثمود پر عذاب نازل ہوا تھا۔ تو فرمایا۔ اس رستہ سے نہ گزرو اور اگر گزرتے ہو تو روتے ہوئے گزرو اور اگر کسی نے اس حصہ کے پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے تو اسے پھینک دو کیونکہ یہاں خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔

اس سے ظاہر ہے کہ اس جگہ سے جہاں خدا کا عذاب نازل ہوا۔ آپؐ نے اسی طرح خوف کھایا۔ جس طرح کہ آپ ﷺ نے اس جگہ سے خوشی حاصل کی جہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ اب اگر کوئی کہے کہ جگہوں میں کیا گھس گیا ہے کہ ان کی طرف خاص توجہ کی جائے اور ان کا احترام کیا جائے۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ اسے نہیں معلوم کہ خدا تعالیٰ نے اپنی مصلحتوں کے ماتحت انہیں اپنے بعض نشان دکھانے کے لئے مخصوص کر لیا اور ان میں سے بعض کو شعائر اللہ قرار دے دیا۔ پس جب خدا تعالیٰ ان کو مخصوص کرتا ہے۔ تو کیا بندہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جس جگہ خدا کا جلال ظاہر ہو۔ اس جگہ کی عزت کرے اور جس جگہ پر اس کا غضب بھڑکا اور عذاب نازل ہوا ہو۔ اس جگہ سے خوف کھائے۔ خدا تعالیٰ جب خود بعض مقامات کو شعائر اللہ میں سے قرار دیتا ہے۔ تو یہی بات اس امر کے لئے کافی ہے کہ شعائر اسلام کا احترام ضروری ہے۔

پھر یہی نہیں کہ یونہی ان مقامات کا احترام ضروری قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت

بھی ہے۔ اور وہ حقیقت یہی ہے کہ ان میں اگر عبادت کی جائے تو بہ نسبت دوسرے مقامات کے ایک خاص لذت محسوس ہوتی ہے۔ وہاں جب ایک شخص جاتا ہے اور وہ جب اس بات کا خیال کرتا ہے کہ یہاں خدا کا جلال ظاہر ہوا تھا اور یہاں خدا نے اپنا نشان دکھایا تھا تو اس کے دل کی عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ ایک شخص جب خانہ کعبہ میں عبادت کرتا ہے تو اسے خیال آتا ہے کہ کجا یہ عظیم الشان شہر اور کجاوہ جنگل جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس بے آب وگیاہ میدان میں کیونکر خدا نے یہ شہر بسایا۔ تو کیا اس کے ایمان میں کوئی تازگی پیدا نہیں ہوتی۔ اور اس کی روحانیت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا۔ اور کیا جہاں وہ پہاڑ سامنے ہوں کہ جن پر خدا جلوہ آرا ہوا۔ جہاں وہ ٹیلے نظر میں ہوں کہ جن پر خدا کا جلال ظاہر ہوا۔ جہاں وہ ریتلا میدان دھیان میں ہو۔ جس پر خدا کے کئی نشان ظاہر ہوئے۔ جہاں وہ مقامات نگاہ کے نیچے ہوں کہ جن پر خدا نے آنحضرت ﷺ کی مدد و نصرت کی۔ وہاں عبادت کرنے سے جو لطف آ سکتا ہے وہ اور جگہ آ سکتا ہے۔ پھر کیا ان چیزوں کا احترام ضروری ہے یا نہیں۔ کیا ان کی حفاظت اور ان کے قیام کے لئے کوشش کرنا مناسب ہے یا غیر مناسب؟

وہابیوں نے بیشک شرک کو مٹایا مگر ہم یہ کہنے سے بھی باز نہیں رہ سکتے کہ اس شرک کو مٹاتے مٹاتے انہوں نے شعائر اللہ کی بے حرمتی بھی کی اور پھر حضرت عیسیٰؑ کے ایک بت کو بھی قائم رکھا۔ جسے آخر ہم نے توڑا۔ پس وہابیوں سے بڑھ کر ہم شرک کے دشمن ہیں۔ ہم نے نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے بت کو جسے وہابیوں نے بھی چھوڑ دیا تھا۔ توڑا بلکہ اس کے سوا اور بھی بت توڑے اور اور بھی کئی قسموں کے شرکوں کو مٹایا ہے مگر ان بتوں کو توڑتے اور ان شرکوں کو مٹاتے ہوئے ہم نے شعائر اللہ کی بے حرمتی نہیں کی اور کسی رنگ میں جبر نہیں کیا اور نہ ہی جبر کرنا ہم جائز سمجھتے ہیں۔ پھر ہم نے ان کی طرح یہ بھی نہیں کیا کہ شعائر اللہ کے اندر جو عظمت ہے اس کا انکار کر دیں اور یہ کہہ دیں کہ یہ شرک ہے۔ کیونکہ شعائر اللہ کو ہی اگر شرک کہیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ خدا نے خود (نعوذ باللہ) شرک کو پھیلایا اور ایسا شائد وہابی بھی نہ کہیں۔ گو عملاً ان کے فعل کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ پس ہم تو وہابیوں سے بڑھ کر شرک کے دشمن ہیں۔

پس شعائر اللہ اگر شرک ہیں تو مکہ معظمہ اور مسجد نبوی بھی پھر شرک ہے۔ ان کی طرح ان کو بھی گرا دینا چاہئے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان مقامات میں عبادت کرنے کا زیادہ ثواب آیا ہے۔ بہ نسبت دوسری مسجدوں کے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا زیادہ ثواب ہے اور پھر صفا و مروہ اور منیٰ میں بھی

ثواب ہوتا ہے مگر کیوں ہوتا ہے۔ آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہئے کیا یہی وجہ نہیں کہ خدا نے ان مقامات کو چن لیا ہے؟

پس جن مقامات کو خدا نے چن لیا۔ ان کے ساتھ اس نے خاص برکات کو بھی وابستہ کر دیا ہے اور اگر ایسی برکات جو ان جگہوں پر جمع ہو گئیں۔ کسی اور جگہ جمع ہو جاتیں۔ تو خدا اس کو ہی چن لیتا۔ مکہ کی اینٹوں پتھروں میں تو کچھ نہیں - اصل چیزیں برکات ہی ہیں۔ جو اس جگہ جمع ہو گئیں اور خدا نے اس مقام کو چن لیا۔ پس ایسے موقعوں پر جا کر عبادت کرنے والا اسی لئے زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے ان مقامات کی حفاظت اور احترام کی۔ پس جو شخص ان کی حفاظت اور احترام کرتا ہے وہ شرک نہیں کرتا بلکہ توحید قائم کرتا ہے۔ ایسا ہی ان مقامات پر عبادتیں کرنا یا دعائیں مانگنا بھی عین توحید ہے۔

پس ہم نجدیوں کی غلطیوں پر انہیں زور سے آگاہ کرتے ہیں اور انہیں ان کے ترک کرنے کے لئے کہتے ہیں اور انہیں کے فائدے کے لئے کہتے ہیں اور باوجود اس مخالفت کے جو تیس سال سے اہلحدیث ہماری کر رہے ہیں اور باوجود ان تکلیفوں کے جو اب تک وہ ہمیں پہنچا رہے ہیں - ہم کہتے ہیں کہ ہم جب بھی دیکھیں گے کہ نجدی اپنی غلطیوں کی تلافی کرتے ہیں۔ تو شرک کے مٹانے اور توحید کے پھیلانے میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور ہم ان کی مدد کریں گے۔

باقی رہا یہ امر کہ خلافت والوں نے ہماری مدد کی۔ ممکن ہے کہ یہ امر درست ہو لیکن اگر کوئی مدد انہوں نے کی ہے تو وہ اکیلے اہل حدیثوں نے نہیں کی۔ حنفیوں نے بھی کی ہے۔ کیونکہ حنفی بھی خلافت کمیٹیوں میں شامل تھے۔ گو اب الگ ہو رہے ہیں۔ اس لئے خلافت کمیٹی والوں کا یہ کہنا کہ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اس حد تک درست نہیں جس حد تک درست وہ بتاتے ہیں۔ ہم نے ان کی جو مدد دیکھی۔ وہ تو یہ تھی کہ جب غیر احمدیوں کا جلسہ قادیان میں ہوا تو بٹالہ سے خلافت کمیٹی کے والنٹیرز آئے۔ جنہوں نے گلیوں میں پھر کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق نہایت گندے شعر پڑھے اور گالیاں دیتے رہے اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ ہمارے اشتعال دلانے اور ہمیں دکھ پہنچانے کے لئے اور بھی ایسی حرکات کرتے رہے جو کسی مسلمان کہلانے والے کے ہرگز شایان شان نہیں تھیں۔ پھر میرے لیکچر میں جو امرت سر میں ہوا جو کچھ ان لوگوں نے کیا وہ ان کو بھولا نہیں ہو گا۔ حالانکہ بات کچھ بھی نہیں تھی۔ مگر ان لوگوں کے ایک لیڈر نے "حوالہ حوالہ" کہہ کر شور مچا دیا۔ ان شور مچانے والوں میں سب سے بڑا مولوی عطاء اللہ تھا اور وہاں یہ صاحب بھی تھے جنہوں

نے اب یہ بات کہی ہے کہ خلافت کمیٹیوں نے احمدیوں کی مدد کی ہے۔ پھر اور بھی بہت سے واقعات ہیں جو اس قسم کے امور کو روشنی میں لا رہے ہیں مگر باوجود اس کے ہم پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ شرک کے مٹانے کے لئے اگر یہ لوگ کسی جائز طریق کو اختیار کریں تو ہم ان کی مدد کریں گے۔

میں نے الفضل میں پچھلے دنوں ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ ان میں سے کسی میں میں نے لکھا یا نہیں لکھا۔ مگر میرا خیال تھا کہ میں اس بات کو ظاہر کر دوں کہ ابن سعود سے ہمیں زیادہ قرب ہے۔ میں جب مکہ میں گیا تو اس گروہ کے آدمیوں سے ملا تھا۔ وہ شہری طرز کے ہیں اور بہ نسبت دوسرے لوگوں کے ان کی باتیں زیادہ سنجیدہ تھیں۔ وہ بات کو نہایت معقول رنگ میں بیان کرتے تھے۔ یہ غلط ہے کہ وہ حنبلی ہیں انہوں نے بتایا عبدالوہاب پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ حنبلی ہیں۔ حالانکہ اس کی تردید کی گئی ہے۔ اس پر میں نے پوچھا کہ آپ لوگ پھر حنبلی کیوں کہلاتے ہیں۔ کہنے لگے چونکہ لوگ یہاں ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً حنبلی کہلانا پڑتا ہے۔ ہمارے بعض استاد حنبلی تھے اور بعض شافعی اس لئے بھی ہم حنبلی کہلاتے ہیں۔

وہابیوں میں چونکہ جوش زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی باتوں کو جو شرک کے منافی ہوں جلدی مان لیتے ہیں۔ اس ملک میں بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہابیوں میں سے ہماری جماعت میں زیادہ آدمی آئے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ پچاس ساٹھ فیصد آئے ہیں بلکہ اپنی تعداد کی نسبت سے زیادہ آئے ہیں۔ حنفیوں کی تعداد ان سے زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی تعداد کے لحاظ سے دیکھنا ہو گا کہ کون زیادہ آیا۔ سو جتنی ان کی تعداد ہے اس کے لحاظ سے وہ ان سے زیادہ ہماری جماعت میں آئے ہیں جتنے حنفیوں کی تعداد کے لحاظ سے حنفیوں میں سے آئے۔ وہ حنفیوں کے مقابلہ میں تھوڑے ہیں۔ اس لئے بظاہر وہ تھوڑے نظر آتے ہیں۔ مگر تناسب کے لحاظ سے زیادہ آئے ہیں۔

پس اہل حدیث میں تبلیغ کا کام ہمارے لئے آسان ہے۔ اگر وہ اس ملک میں قائم ہو جائیں۔ تو ہمارے لئے آسانی ہو سکتی ہے کہ ہم ان کو جلدی احمدی بنا سکتے ہیں اور شرک کی باقی ماندہ کڑی جو کہ وہابیوں سے نہ ٹوٹ سکی وہ بھی ٹوٹ سکتی ہے۔ پس اگر وہ قائم ہو جائیں اور احمدیوں کو اس بات کا موقع مل جائے کہ وہ اپنی موحدانہ تعلیم وہاں پھیلا سکیں۔ تو بہت جلد وہ لوگ ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے اور اگر سعودی وہاں عدل اور انصاف سے کام لیں گے تو اس میں ان کا بھی بھلا ہو گا کہ وہ ترقی بھی پائیں گے اور دوسروں کا بھی کہ انہیں آرام حاصل ہو گا۔

اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میرے بیان میں کوئی شبہ نہیں رہ گیا اور چونکہ میرا خیال ہے اس سے ان لوگوں کے تمام خیالات کا ازالہ ہو گیا ہو گا جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سلطان ابن سعود کے مخالف ہیں۔ اس لئے میں اس پر اپنے خطبہ کو ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اہل حدیث گروہ بھی ان باتوں سے اتفاق کرے گا اور جبر اور تشدد کو چھوڑ کر امن اور آرام سے کام کرے گا اور مقامات مقدسہ کے گرانے اور شعائر اللہ کی بے حرمتی کرنے سے بچے گا۔

چونکہ ہمارا فرض ہے کہ ہم رسول کریم ﷺ کے مزار کی حفاظت کریں۔ اس لئے ہم دعا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور ہر اس ہاتھ کو روک دے جو مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے اٹھے۔ اگر حنفیوں کا ہاتھ بے حرمتی کے لئے اٹھے تو حنفیوں کے ہاتھ کو روک دے اور اگر وہابیوں کا اٹھے۔ تو ان کے ہاتھ کو روک دے اور خدا ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس قسم کے معاملات میں سوچ سمجھ کر کام کرے اور ہر ایک پہلو کو خیال میں رکھ کر فیصلہ دے۔

(الفضل ۵ دسمبر ۱۹۲۵ء)

۱۔ بخاری و مسلم بروایت مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الشفقۃ علی الخلق

۲۔ بخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان

۳۔ بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و نزول النبیؐ الحجر